

شیخ محمد عابد سندھی اور ان کی فقہی خدمات: تحقیقی مطالعہ

Sheikh Muhammad Abid Sindhi and his Contribution to Islamic Jurisprudence: A Research based Study

محمد طاہر عبدالقیوم*

ڈاکٹر شازیہ رمضان**

ABSTRACT

Islamic law & Jurisprudence have great importance in religious education. It comprises full details of the rights of Almighty Allah and human rights (except beliefs and ethics). It discusses about human rights and obligations. Hence, it is the summary of The Quranic verses and Ahadith.

As the jurists of the world have served their schools of thoughts, likewise the jurists of sub-continent especially in Sindh have unprecedented services in jurisprudence. Among the great scholars of Hanafi school of thought, Sheikh Muhammad Abid (R.A) an eminent Sindhi scholar has valuable and everlasting services in jurisprudence.

He wrote a book named "Tawali ul Anwar" (طوالع الانوار) which is considered as master piece of Hanafi School of thought. Manuscript of this book is available today with its 10 thousand large pages. If this book gets published today, it will consist of approximately 60 massive volumes.

The aim of this paper is to introduce the unparalleled services of this great Hanafi scholar of Sindh; Shaikh Muhammad Abid Sindhi. He not only proved himself as a distinguished jurist, but he was regarded as an authoritative reference by the scholars of the Hijaz, who used to refer him in solution of religious problems.

* ریسرچ اسکالر، یونیورسٹی آف جام شورو، سندھ، پاکستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف ایگریکلچر، فیصل آباد، پاکستان۔

نام و نسب

شیخ محمد عابد سندھیؒ (1190-1257ھ) کا نام اور اس کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے:

آبو عبد اللہ محمد عابد بن احمد علی بن محمد مراد بن حافظ محمد یعقوب بن محمود بن حاجی عبد الرحمن بن عبد الرحیم بن محمد انس بن عبد اللہ بن محمد جابر بن محمد خالد بن مالک بن ابی عوف بن حسان بن سالم بن آشعث بن ثعلبہ بن جنید بن مقدم بن شریحیل بن آشعث بن صامت بن سیدنا ابو ایوب الخزر جی الانصاری المدنی السندھی⁽¹⁾۔

اس طرح شیخ عابد سندھیؒ کا سلسلہ نسب 21 واسطوں سے سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

شیخ صاحب کو سندھی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا اصل وطن سندھ تھا، جہاں ان کی پیدائش ہوئی تھی اور مدنی اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی آخری عمر میں مدینہ منورہ میں ہی اپنی مستقل رہائش اختیار کی تھی، اور خزر جی و انصاری اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت ابو ایوب (خالد بن زید بن کلیب) خزر جی انصاری سے جا کر ملتا ہے⁽²⁾۔

ولادت

شیخ عابد سندھیؒ کی ولادت ایک دیندار اور علمی گھرانے اور بر صغیر کے مشہور صوفی بزرگ حضرت شہباز قلندرؒ کے شہر سیہون میں 1190ھ میں ہوئی⁽³⁾۔

پرورش اور تحصیل علم

شیخ عابد سندھیؒ کا گھرانہ سندھ میں دینی اور علمی حوالے سے بہت مشہور تھا۔ ان کے والد شیخ احمد علیؒ (م 1202ھ) بہت بڑے عالم تھے⁽⁴⁾، اور ان کے دادا شیخ محمد مراد انصاریؒ (م 1198ھ) سندھ میں شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے اور سندھ کے بڑے مقرر اور خطیب تھے⁽⁵⁾۔ اور ان کے چچا شیخ محمد حسین انصاریؒ (م 1211ھ) علمی لحاظ سے مرجع الخلاق تھے۔ ایسی ہی شخصیات کے سایہ شفقت میں شیخ محمد عابد سندھیؒ نے پرورش پائی⁽⁶⁾۔

شیخ محمد عابدؒ خود اپنے دادا کے بارے میں لکھتے ہیں: العلامة، الفہامة، العالم الھمام، مفید الطالبین و قدوة السالکین۔۔۔ (7)۔ (ایک بہت بڑے عالم، بڑے معاملہ فہم، بلند پایہ علمی شخصیت، طلبہ کو فائدہ پہنچانے والے، اور راہ سلوک پر چلنے والوں (صوفیاء) کے امام تھے)۔

شیخ سندھیؒ نے ساری علمی، اخلاقی، دینی اور روحانی قدریں اپنے بزرگوں سے ورثے میں حاصل کی تھیں۔ بچپن میں ہی اپنے والد شیخ احمد علی، دادا شیخ الاسلام محمد مراد انصاری اور چچا محمد حسین اور پورے خاندان کے ساتھ سفر حجاز مقدس پر روانہ ہوئے، چونکہ ان کے دادا حجاز مقدس کی محبت سے سرشار تھے، اس لئے جب انہوں نے مکمل ہجرت کے ارادہ سے رخت سفر باندھا تو ان کے پوتے محمد عابدؒ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد انہوں نے جدہ میں مستقل رہائش اختیار کی، جہاں پر حجاز مقدس کے والی، محمد علی پاشا کے وزیر، ریحان نے ان کے علمی مقام کو دیکھتے ہوئے ان کے لئے ایک مسجد اور ایک بڑا رباط (مہمان خانہ، مسافر خانہ) اور ایک گھر بنوایا، جہاں شیخ نے ایک عظیم کتب خانہ بنوایا۔ اس رباط کو شیخ الاسلام نے عوام کے لئے وقف کر دیا۔ شیخ محمد عابد سندھیؒ اپنے والد، چچا اور دادا سے بچپن ہی سے علم حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے والد اور دادا کا یہیں جدہ میں انتقال ہوا، تو اس کے بعد اپنے چچا کے ساتھ یمن کا سفر اختیار کیا اور یہاں شیخ نے پورے تیس (30) سال کا طویل قیام فرمایا (8)۔

اساتذہ

شیخ سندھیؒ نے متعدد علماء سے اکتساب علم کو بلا لحاظِ عمر جاری رکھا۔ چنانچہ علامہ کتابیؒ ’فہرس الفہارس‘ میں فرماتے ہیں: ”شیخ محمد عابد سندھیؒ نے عارف باللہ شیخ ابو العباس احمد بن ادریس سے 1233ھ میں یمن میں اکتساب علم کیا۔ اس وقت شیخ کی عمر 40 سال سے زائد تھی! اس پر علامہ کتابیؒ لکھتے ہیں: ”یہ ان کی وسعتِ علمی پر دل ہے اور ہم جیسوں کے لئے اس میں سبق ہے“ (9)۔

یوں تو شیخ سندھیؒ نے بہت سے علماء کرام سے استفادہ کیا لیکن ان میں سے چند قابل ذکر اساتذہ کرام یہ ہیں:

- 1- شیخ احمد علی بن محمد مراد انصاریؒ (آپ کے والد) (م 1202ھ)۔
- 2- شیخ الاسلام محمد مراد انصاریؒ سندھیؒ (آپ کے دادا) (م 1198ھ)۔
- 3- شیخ محمد حسین بن محمد مراد انصاریؒ سندھیؒ (آپ کے چچا) (م 1203ھ)۔
- 4- شیخ ابو العباس احمد بن ادریس حسنیؒ (1172-1253ھ)۔
- 5- شیخ محمد زمان (دوم) بن محبوب الصمد بن محمد زمان (اول) سندھیؒ (م 1247ھ)۔

- 6- شیخ حسین بن علی مغربی (مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ) (م 1228ھ)۔
- 7- شیخ صدیق بن علی مزجاجی زبیدی حنفی (1150-1209ھ)۔
- 8- شیخ یوسف بن محمد بن علاء الدین مزجاجی زبیدی (1140-1213ھ)۔
- 9- شیخ عبدالملک بن عبدالمنعم قلعی مکی (م 1228ھ)۔
- 10- شیخ صالح بن محمد بن نوح بن عبداللہ بن عمر عمری (1166-1218ھ)۔
- 11- شیخ محمد طاہر بن محمد سعید بن محمد سنبل مکی حنفی (م 1218ھ)۔
- 12- شیخ محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ شوکانی صنعانی (م 1250ھ)۔
- 13- شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی حنبلی (1165-1242ھ) (10)۔

تلامذہ

یمن میں قیام کے دوران شیخ محمد عابد سندھی نے یمن کے بہت سے شہروں اور قصبوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ وہ مدینہ منورہ کے علماء کے رئیس اور مسجد نبوی کے اہم اساتذہ میں سے تھے۔ ان سے عوام اور طلباء کا جم غفیر استفادہ کیا کرتا تھا۔ وہ مسجد نبوی کے شیخ الحدیث تھے۔ صحاح ستہ محض چھ ماہ میں مکمل کرواتے تھے۔ شیخ سندھی گو حدیث میں اپنی عالی سند پر بڑا ناز تھا چنانچہ اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ سے کیا: ”میری طرح بننے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ میرے اور بخاری کے درمیان صرف نو واسطے ہیں“۔ ان کے طلباء کی صحیح تعداد معلوم کرنا مشکل ہے۔ تاہم ان میں سے چند طلباء، جن کے تراجم تک رسائی ممکن ہو سکی، کا ذکر درج ذیل ہے:

- 1- شیخ ابراہیم بن محمد سعید مکی حنفی (1204-1290ھ)۔
- 2- شیخ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی۔ (مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ) (م 1284ھ)۔
- 3- شیخ لطف اللہ بن احمد بن لطف اللہ بن احمد صنعانی (م 1243ھ)۔
- 4- شیخ ابو محمد علی ارتضیٰ علی خان بن شیخ احمد مجتبیٰ ہندی (م 1270ھ)۔
- 5- شیخ ابراہیم بن عبدالقادر ریاحی (1180-1266ھ)۔
- 6- شیخ علامہ حسن حلوانی مدنی۔
- 7- شیخ محمد برہان الحق بن محمد نور الحق انصاری (م 1286ھ)۔

- 8- شیخ عبدالرحمن وجیہ الدین بن شیخ محمد حسینؒ۔
- 9- شیخ علیم الدین بن رفیع الدین عمری قندھاریؒ (م 1316ھ)۔
- 10- شیخ عبدالغنی بن ابوسعید مجددی دہلویؒ (1235-1296ھ)۔
- 11- شیخ عارف اللہ بن حکمۃ اللہ ترکی حنفیؒ (م 1275ھ)۔
- 12- شیخ داؤد بن سلیمان بغدادی شافعیؒ (1231-1299ھ)۔ (جو ابن جریر جیسے کے نام سے مشہور تھے)
- 13- شیخ شہاب الدین احمد عارف اللہ بن حکمۃ اللہؒ (1200-1275ھ)۔
- 14- شیخ اشرف علی بن سلطان علی حسنی حیدرآبادیؒ۔
- 15- شیخ محمد حیدر بن ملا محمد مبین حیدرآبادیؒ (م 1256ھ) (11)۔

فکری وسعت

شیخ محمد عابدؒ سندھی مذہبی جمود کے خلاف تھے۔ وہ دلیل کی اتباع کرتے تھے۔ فقہی اور اجتہادی مسائل میں دوسرے علماء و مجتہدین سے کہیں کہیں اختلاف بھی رکھتے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ سب علماء اور مذاہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور دوسرے علماء سے اختلاف کرتے وقت احترام کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے (12)۔

تصانیف

آپ نے اسانید، طب، عقائد، فقہ اور مختلف شرعی علوم میں چونتیس (34) تصانیف چھوڑی ہیں۔ جن میں سے تیرہ (13) فقہ حنفی کے موضوع پر ہیں۔ ہمارا مقصد چونکہ شیخ کی فقہی خدمات پر تحقیق کرنا ہے اس لیے ہم صرف ان تیرہ (13) کتب و رسائل کا جائزہ لیں گے جو فقہ کے موضوع پر ہیں۔ ان کتب و رسائل کا پہلا اجمالاً پھر تفصیلاً ذکر درج ذیل ہے:

- 1- الأبحاث فی المسائل الثلاث -
- 2- تعیین / تغییر الراغب فی تحديد الوقف الخارب۔
- 3- الحظ الأوفر لمن أطاق الصوم فی السفر۔
- 4- رسالة فی البیع بالدرہم۔

- 5- طوابع الأنوار شرح الدر المختار-
- 6- غنية الزكى فى مسألة الوصى-
- 7- القول الجميل فى إبانة الفرق بين تعليق الزوج (التزويج) وتعليق الوكيل (التوكيل)-
- 8- شروط الإستنحاء-
- 9- منال الرجاء فى شروط الإستنحاء-
- 10- رسالة فى إخراج زكاة الحب (بالقيمة)-
- 11- إلزام عساكر الإسلام بالاعتصار على القلنسوة طاعةً للإمام-
- 12- تحرير فى عدم جواز الجمع بين الصلاتين فى السفر إلا الجمع الصورى والعرفاتى والمزدلفى-
- 13- رسالة فى حرمة المصيد بالبندقية الرصاصية-

فقہی کتب و رسائل کا تفصیلی جائزہ

1- الأبحاث فى المسائل الثلاث (تین مسائل کے بارے میں تحقیق)

اس رسالہ کا ذکر ”هدية العارفين“ اور ”تكملة كشف الظنون“ میں شیخ گنگی تصانیف میں آیا ہے⁽¹³⁾۔ بڑی کوشش کے باوجود یہ رسالہ ہمیں نہیں مل سکا، صاحب مسند الحجاز نے بھی یہی لکھا ہے⁽¹⁴⁾، اور اسی طرح شیخ سائد بکد اش نے بھی اس رسالے کی عدم دستیابی کی شکایت کی ہے⁽¹⁵⁾۔ البتہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ عنوان سے فقہ کار سالہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہماری نظر میں اسے قطعیت کے ساتھ فقہی رسالہ کہنا درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عقائد کے بارے میں ہو، اس لیے کہ جس طرح فقہ کے تین مسائل پر تحقیق ہو سکتی ہے اسی طرح عقائد کے تین مسائل پر بھی تحقیق ہو سکتی ہے۔

2- تعیین / تغییر الراغب فى تجديد الوقف الخراب

یہ رسالہ شیخ گنگی طرف آئے ہوئے کسی فتویٰ کا جواب ہے، فتویٰ 3 لڑے یعنی 6 صفحات پر مشتمل ہے۔ رسالہ کی ابتداء اس طرح ہے: ”الحمد لله تعالى حق حمده... أما بعد فقد ورد فى آخر ذى القعدة سنة 1236 هـ سؤال ما حاصله: إن مدرسه خربت...“

اس رسالہ کا اختتام کچھ اس طرح سے ہے: "هذا ما ظهر لي في الذهن القاصر والخطار الفاتر والعلم الحق عند علام السرائر". صاحب مسند الحجاز ڈاکٹر عبد القیوم السندی حفظہ اللہ نے اس کا آخری لفظ "عند علام السرائر" کے بجائے "عند علام الغیوب" لکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے سامنے کوئی اور نسخہ بھی ہے (16)۔

کسی نے سن 1236ھ میں شیخ سے وقفِ خراب کے معاملے پر فتویٰ پوچھا تھا، جس کے جواب میں شیخ نے یہ رسالہ لکھا۔ فتویٰ کو شیخ نے ۴ سوالات میں تقسیم کیا ہے، اور پھر ہر سوال کا تفصیل سے جواب دیا ہے، مخطوط کے دو (۲) نسخے ہیں، ایک پر رسالہ کا عنوان: (تغییر - یا - تعین الراغب) ہے (17)، اور دوسرے پر (تغییر الراغب) (18)۔ پہلے نسخے کا عکس ہمارے ہاں موجود ہے، لیکن دونوں نسخوں کے راقم کا کچھ پتا نہیں، دوسرا نسخہ مکتبہ ملک عبد العزیز مدینہ منورہ میں نمبر (۸۲) پر مجموعہ شیخ عبد القادر شلبلیؒ میں موجود ہے، جس کو سن 1237ھ میں لکھا گیا ہے، اور جیسے اوپر گزر چکا ہے کہ اس کا راقم بھی مجہول ہے۔ یہ رسالہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت سے عبد الرحمن نذر کی تحقیق سے 24 صفحات پر سن 2008ع میں چھپ چکا ہے۔ عبد الرحمن نذر نے اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے جس کا عکس ہمارے ہاں موجود ہے، لیکن انہوں نے لکھا ہے کہ مخطوط کے شروع میں (بسم اللہ الرحمن الرحیم) نہیں لکھا، جب کہ یہ بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے، کیوں کہ اسی نسخہ کا عکس جو ہمارے ہاں موجود ہے اس میں (بسم اللہ الرحمن الرحیم) واضح طور پر نقش ہے۔

شیخ عبد القیوم سندھی حفظہ اللہ نے "فہرس مخطوطات علماء الحرمین فی مکتبات الحرمین الشریفین" میں اس کا ذکر کیا ہے (19)۔

۳۔ الحظ الأوفر لمن أطاق الصوم في السفر

یہ ۴ لوے یعنی 8 صفحات پر مشتمل ایک فقہی رسالہ ہے، ہر صفحہ کی 25، 26 سطریں ہیں۔

اس کی ابتداء اس طرح ہے: "سبحانك اللهم وبحمدك يا من رفعت عنا الحرج... أما بعد: فقد

خطرت في البال فوائد أصولية و نکات حدیثية و لطائف فقهية... (20)۔

اور اس کا اختتام کچھ یوں ہے: "وهذا آخر ما أردنا ذكره في هذا الحديث"۔

امت میں یہ بحث شروع سے موجود ہے کہ سفر کے دوران رمضان شریف کے روزے رکھنے کا کیا حکم ہے، اس رسالہ میں شیخ محمد عابدؒ نے حدیث (لیس من البر الصيام فی السفر: سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں) پر محدثانہ اور فقیہانہ انداز سے تفصیلی بحث کی ہے۔

شیخ محمد عابد سندھیؒ نے اس رسالہ کے پہلے صفحے پر یوں تحریر کیا ہے: میں نے یہ رسالہ حدیث (لیس من البر الصيام فی السفر) کے اسحاق پر تحریر کیا ہے، آج اتوار کی رات، پہلی جمادی الاول سن 1223ھ⁽²¹⁾، اور اس کا نام میں نے "الخط الأوفر لمن أطاق الصوم فی السفر" رکھا ہے۔

یہ رسالہ مدینہ منورہ کے مکتبہ محمودیہ میں (2640) کے نمبر کے تحت موجود ہے، اور مؤلفؒ کے اپنے ہاتھ سے لکھا گیا ہے (الحمد للہ اس مخطوط کا عکس راقم الحروف کے پاس موجود ہے)⁽²²⁾۔ یہ رسالہ 2008ع میں دار البشائر الإسلامية سے احسن احمد عبدالشکور کی تحقیق سے چھپ چکا ہے۔

۴۔ رسالۃ فی البیع بالدرہم

یہ رسالہ مکتبہ ملک عبدالعزیز مدینہ منورہ میں نمبر 6 میں مجموعہ شہلی کے تحت موجود ہے۔ لیکن راقم کے پاس اس رسالے کے عکس کا جو حصہ موجود ہے وہ شیخ سندھیؒ کے کچھ چھوٹے رسائل کے مجموعہ کے ضمن میں ہے، اور اس کے صرف ۲ صفحات یعنی صرف 1 یک لوحہ راقم کے ہاں ہے جو کہ ناقص معلوم ہوتا ہے۔ اس رسالہ کی ابتداء اس طرح ہے: "البادی المشتري أو البائع و يلزم أيضا بتعاط سواء كان في نفائس السلع... اور آخر اس طرح ہے: "أو كل ذراع بدرهم فسد البيع في الكل عند أبي حنيفة وعندهما يجوز في الكل والدليل..."

اس سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ کے درمیان میں سے کوئی حصہ ہے، یعنی اس کے پہلے اور بعد میں کچھ مواد ہے جو راقم کو اب تک نہیں مل سکا۔

شیخ سائد بکدش نے اس رسالہ کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا، البتہ مسند الحجاز میں ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی حفظہ اللہ نے اس کے ۱۲ صفحات ذکر کئے ہیں۔ لیکن انہوں نے بھی فرمایا ہے کہ: بہت جستجو کے باوجود مجھے مکمل نسخہ نہیں مل پایا کہ میں اس کی پوری وصف بیان کر سکوں⁽²³⁾، راقم مکمل رسالہ کا عکس حاصل کرنے کی کوشش میں ہے، تاکہ کسی اور موقع پر اس کی وضاحت کی جاسکے۔

۵۔ طوابع الأنوار شرح الدر المختار

یہ کتاب فقہ حنفی کی شاہکار کتاب ہے، اور مصنفؒ کی سب سے آخری تصنیف ہے، اس لئے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ یہ کتاب آج تک دنیا کے سامنے اپنی 16 ضخیم جلدوں میں مخطوط کی شکل میں موجود ہے۔ مادرِ علمی سندھ یونیورسٹی جامشورو نے اس پر تحقیق کا کام شروع کر لیا ہے اور تکمیل کے بعد اسے چھپانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے کچھ ابواب پر تحقیق کر کے کچھ احباب نے سندھ یونیورسٹی جامشورو سے پی ایچ ڈیز کی ڈگریاں بھی حاصل کی ہیں، اور کچھ ابھی (بشمول راقم الحروف واللہ الحمد) تحقیق کر رہے ہیں جو کہ اپنی جگہ پر بہت ہی عمدہ کام ہے اور اس کو جاری رکھنا بھی چاہئے، اب تک باب الطہارۃ سے باب الإمامہ تک کام ہو چکا ہے۔

طوابع الأنوار مخطوط کے 2 نسخے الحمد للہ راقم کے پاس عکس کی شکل میں موجود ہیں۔

ایک ازہری نسخہ ہے اور یہ مکتبہ ازہر مصر کا ہے، یہ 16 جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے تقریباً 9522 لوے ہیں! یعنی اس کے دگنے عدد کے صفحات، اور ہر صفحہ پر 23 سطریں ہیں، اسے چار لوگوں نے 1293ھ سے 1296ھ کے عرصہ کے دوران نسخ کیا ہے (کتابت کی ہے) اور وہ یہ ہیں: 1 - علی بن علی بن حسن الشترقاوی۔ 2 - مصطفیٰ ابوسنہ۔ 3 - یوسف زیادہ البغدادی۔ 4 - عبدہ یوسف زیادہ۔

دوسرا نسخہ مکی ہے، اور اس کی صرف ابتدائی ۲ جلدیں موجود ہیں، اس کو نسخہ مکتبہ المولود الشریف بھی کہا جاتا ہے، جو کہ مکتبہ مکتہ المکرمة (معهد احیاء التراث العلمی) میں ضم ہو چکا ہے۔ اس کے پہلے نسخے کے 484 لوے ہیں اور دوسرے کے 487 لوے ہیں، اس کے بھی ہر صفحہ پر 23 سطریں ہیں۔ خط واضح ہے، اس پر کوئی مقدمہ نہیں، اور کتاب الطہارہ سے ابتداء ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی ازہری نسخہ کا حال ہے۔ مکی نسخے کے نسخہ کا نام یا تاریخ نسخہ کا ذکر نہیں۔ ازہری نسخے کا خط فارسی ہے، اور مکی کا خط رقعہ ہے، جو خوبصورت خط ہے۔

ایک تیسرے نسخے کی اطلاع ملی ہے جو کہ (لیڈن - ہالینڈ) کا نسخہ ہے، اس کو دیکھنے اور عکس حاصل کرنے کی راقم کو شش کر رہا ہے۔

یہ کتاب در مختار کی مکمل، مفصل، اور مدق شرح ہے، جس میں مصنفؒ کسی مسئلہ کا ذکر کرنے کے بعد پہلے قرآن مجید، پھر احادیث مبارکہ اور پھر کتب فقہ سے استدلال کرنے کے بعد بقیہ فقہی مسالک سے تقارنہ کرنے کا عظیم کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔

اس کتاب میں ایسے مصادر کا ذکر بھی ہے جو آج مفقود ہیں۔

مسند الحجاز میں ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: میں نے اپنے استاذ شیخ فاضل علامہ عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ: (اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی فقیہ کو حاشیہ ابن عابدین کی ضرورت نہیں پڑ سکتی) (24)۔

راقم نے خود حضرت علامہ ڈاکٹر محمد ادریس سومرو۔ کنڈیاری۔ سے سنا ہے کہ علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی (سابق ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد، سندھ) ایک صدی روایت فرمایا کرتے تھے کہ: ابن عابدین شامی صاحب رد المحتار نے جب ”طوالع الأنوار“ کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ: کاش میں اس کو پہلے دیکھ لیتا تو رد المحتار نہ لکھتا (25)۔

۶۔ غنیۃ الزکی فی مسالۃ الوسی

یہ رسالہ ساڑھے چار لوہے یعنی 9 صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحے میں 25 سطریں ہیں۔ اس کا آغاز کچھ یوں ہے: "بسم الله الرحمن الرحيم... إنه لما كان صفر سنة ست وثلاثين وألف ومائتين..."

اور اس کا اختتام ان الفاظ سے ہے: "ثم هذا كله فيما إذا سلم مجلس الحساب عن المراجعة والشهود..."

در اصل یہ رسالہ وصی کے معاملے پر ایک فتویٰ کا جواب ہے، شیخ محمد عابد سندھی شروع میں رقمطراز ہیں کہ: "ماہ صفر سال 1236ھ میں جب میں مدینہ منورہ میں تھا تو مکہ مکرمہ سے یہ خط مجھے موصول ہوا۔۔۔" رسالہ کے شروع میں مکتبہ شیخ عبدالقادر شلبی کی مہر ثبت ہے، اور یہ رسالہ مکتبہ ملک عبدالعزیز مدینہ منورہ میں نمبر 82 کے تحت مجموعہ شلبی میں موجود ہے، خط نسخ واضح ہے، اور نسخ نے اسے ربیع الثانی سال 1237ھ میں نسخ کیا ہے۔ نسخ نے اپنا تخلص صرف (فقیر) لکھا ہے، باقی اپنا نام وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ لیکن اس نے ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ نے یہ رسالہ جمعہ کے دن 8 ربیع الاول سن 1236ھ کو تحریر کیا ہے۔

لیکن شیخ سائد بکدش نے تاریخ تصنیف رسالہ ربیع الثانی 1237ھ تحریر کیا ہے، جو کہ ان سے سراسر سھو ہوا ہے (26)۔

شیخ محمد عابد سندھی کے ایک دوسرے رسالہ "القول الجمیل" کے آخر میں فقیر محمد صابر نے شیخ سندھی کے حکم سے تحریر کرتے ہوئے ان کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ: "میرا اس پر دوسرا رسالہ ہے جس کا نام "بغیة الزکی" ہے" (27)۔
راقم کے پاس رسالہ کا عکس موجود ہے واللہ الحمد۔

۷۔ القول الجمیل فی إبانة الفرق بین تعلیق الزوج (الترویج) وتعلیق الوکیل (التوکیل)
یہ رسالہ 2 صفحات پر مشتمل ہے، اور ہر صفحے میں 35- اور 25 سطور ہیں۔ شروعات اس طرح ہے: بسملة کے بعد: "فیقول أفقر... محمد عابد بن أحمد علی الأنصاری نسبا، السندی مولدا، آنی كنت فی المدينة المشرفة فی 1236 وأرسل إلى شیخ الحرم الرئيس المعظم قاسم آغا... ورقه تشتمل علی سؤال وجواب لفتی وقتنا..."
آخر اس طرح ہے: "هذا ما أقول والله تعالى أعلم بالصواب كتبه محمد عابد غفر الله تعالى له ولأبويه ومشائخه آمین".

اس رسالے کے شروع میں شیخ سندھی فرماتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ میں تھے تو رئیس حرم مکی اور مفتی مکہ المکرمة شیخ قاسم آغا کی طرف سے 1236ھ میں ان کو یہ تحریر موصول ہوئی جس میں مفتی حفظہ اللہ کا فتویٰ موجود ہے۔۔۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ شیخ سندھی نہ صرف خود ایک بڑے مفسر، محدث، طبیب حاذق اور بڑے فقیہ تھے، بلکہ وہ علماء و فقہاء وقت اور مفتیان عصر اور مفتی اعظم کے لئے بھی ایک مستند مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔

مسند الحجاز میں رسالے کا عنوان (بین تعلیق الترویج) لکھا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ رسالے کے 12 صفحات ہیں، شاید کہ ان کے سامنے کوئی اور نسخہ ہے، کیوں کہ شیخ بکدراش کے سامنے بھی وہی نسخہ ہے جو راقم کے سامنے ہے۔

۸۔ شروط الإستنجاء

استنجاء کے شروط پر یہ ایک صفحے پر مشتمل مختصر تحریر ہے۔

صفحہ پر 22 سطریں ہیں، لیکن حواشی میں بھی تقریباً 5 سطریں وضاحت میں ہیں۔ ناسخ کا ذکر نہیں، خط نسخ واضح ہے، شروعات اس طرح ہے: "بسم الله... أمّا بعد: فیقول محمد عابد... إنی لما رأیت

بعض الناس يسألون العلماء الجهابذة تعنتا عن شروط الإستنجاء... " اور آخر اس طرح ہے: "هذا ما ظهر لى والله أعلم"۔ کتابی نے بھی فہرس میں اس رسالے کو شیخ محمد عابد کی تصانیف میں شمار کیا ہے⁽²⁸⁾۔ اس کا عکس راقم کے ہاں موجود ہے وللہ الحمد۔

۹۔ منال الرجاء فی شروط الإستنجاء

یہ رسالہ پچھلے رسالے (شروط الإستنجاء) کی شرح ہے۔ دراصل شیخ نے جب صرف ایک صفحے پر "شروط الإستنجاء" لکھیں اور ان کے بعض معتقدین نے وہ تحریر دیکھی تو ان سے اس کی شرح لکھنے کی درخواست کی تو شیخ فرماتے ہیں کہ: "مدینہ منورہ میں روضہ رسول ﷺ کے سامنے بیٹھ کر میں نے یہ رسالہ تحریر کیا۔"

اس کے دو نسخے ہیں، ایک کے ۱۳ صفحات ہیں اور ہر صفحہ کی ۲۱ سطر ہیں۔ اس رسالہ کا آغاز کچھ یوں ہے: "بسم الله الرحمن الرحيم انى لما رأيت بعض أهل عصرنا كثيرا ما يسألون الجهابذة فكتبت فى ذلك أسطرا قليلة فأراها بعض من يلازمنى أهما محتاجة إلى الشرح فحررت هذه وسميتها: منال الرجاء فى شروط الإستنجاء"۔

جب کہ اس رسالہ کا اختتام اس طرح ہے: "ولكن هذا آخر كلامنا... أسأله أن... ويدعم إقامتى بطيبة المشرفة حتى أموت بها شهيدا" خط نسخ واضح ہے۔ نسخ کا نام اور تاریخ نسخ موجود نہیں۔ دوسرے نسخے کے شروع میں یہ تحریر موجود ہے: "فائدة: یہ کتاب صاحب طوابع الأنوار اور مواہب لطيفة اور شرح نخبة الفكر کی تالیف ہے، اور یہ سب کتابیں درگاہ لواری شریف میں موجود ہیں کیونکہ شیخ نے یہاں بیعت کی تھی اور اپنی تصانیف یہاں تحفہ (ہدیہ) کی تھیں"۔ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لواری شریف کا نسخہ ہے۔ خط رقعہ ہے لیکن فارسی کی طرف مائل ہے، اور یہ ۹ صفحات پر مشتمل ہے، اور ہر صفحے میں ۲۰ سطور ہیں۔

اس نسخہ کے آخر میں شیخ کی یہ تحریر موجود ہے کہ: "میں نے یہ رسالہ ۱۱ رمضان المبارک مدینہ منورہ میں تحریر کیا"۔ اس میں سال کا ذکر نہیں۔

حاشیہ پر ناسخ کی یہ تحریر موجود ہے: ”25 رمضان سن 1333ھ“۔
 ناسخ نے اپنا نام یوں تحریر کیا ہے: ”سندنا ابو الفیض غلام عمر کے شاگرد ابو الجمال فقیر خدا بخش ملونی“۔ یہ رسالہ
 مکتبہ ملک عبدالعزیز مدینہ منورہ میں 82 نمبر کے تحت مجموعہ شہلی میں موجود ہے۔
 دوسرے نسخے کا ذکر مسند الحجاز سے رہ گیا ہے، شاید کہ ان کو نہیں ملا تھا۔

رسالہ کے آخر میں شیخ نے اپنے لئے یہ دعا کی ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ ان پر مدینہ منورہ میں رہنے کی
 سعادت ہمیشہ قائم رکھے، اور انہیں مدینہ منورہ ہی میں شہادت کی موت نصیب فرمائے“۔ سبحان اللہ! اللہ
 تعالیٰ نے شیخ کی ایک دعا تو قبول کر لی کہ ان کی موت طیبۃ الطیبۃ میں ہوئی، اور دوسری خواہش کا علم اللہ تعالیٰ
 کے پاس ہے کہ شاید وہ بھی سچ ہو چکی ہو!
 الحمد للہ راقم کے پاس رسالے کے دونوں نسخوں کے عکس موجود ہیں۔

۱۰۔ رسالۃ فی إخراج زکاة الحب (بالقیمۃ)

شیخ سندھی کے رسائل کے ایک مجموعہ کا عکس راقم نے حاصل کیا ہے، اس کے پہلے صفحے پر رسائل کے
 نام لکھے ہیں، ان میں اس رسالہ کا نام بھی شامل ہے، جو کہ اس طرح ہے: ”رسالۃ فی إخراج زکاة
 الحب“ لیکن اندر رسالہ مفقود ہے۔

شیخ عبدالقیوم سندھی حفظہ اللہ فہرس منطوبات میں اس کا نام یوں ذکر فرماتے ہیں: إستفتاء فی
 حکم إخراج قیمۃ الزکاة⁽²⁹⁾۔

شیخ بکدش نے اس رسالہ کا نام: ”رسالۃ فی إخراج زکاة الحب بالقیمۃ“ لکھا ہے۔
 فرماتے ہیں: دراصل یہ رسالہ ایک سوال کا جواب ہے، جو یمن کے ایک شافعی فقیہ شیخ یوسف الاھدلی
 نے ان کو لکھا تھا۔

رسالہ کی ابتداء اس طرح ہے: ”هذا سؤال سأله مولای العلامة، الفھامة، السید یوسف
 البطاح حین وفد إلى المدینة المشرفة زائراً سنة 1234ھ...“

شیخ سندھی کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا یہ رسالہ 4 صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحہ پر 25 سطریں ہیں۔
 مکتبہ ملک عبدالعزیز مدینہ منورہ میں اس کا اصل نمبر 82 پر شیخ شہلی کے مجموعہ کے تحت موجود ہے⁽³⁰⁾۔
 مسند الحجاز میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

۱۱۔ الزام عساكر الإسلام بالاعتصام على القلنسوة طاعة للإمام

سیاست شرعیہ اور مسلم حکمران کی اطاعت ایک اہم علمی موضوع ہے، شیخ سندھی سے ۳ رجب سن 1246ھ میں ایک سوال پوچھا گیا جو اس طرح تھا: "ماقولکم فیمن کان مأمورا من الإمام الأعظم بالاعتصام على القلنسوة وكان من هيا عن شدّ العمامة عليها فهل يجب عليه السمع والطاعة أم لا؟"

رسالہ کے 5 لوے ہیں اور ہر صفحہ 28 سطر پر مشتمل ہے۔ رسالہ ان کے تلمیذ رشید حاجی احمد بن عثمان خواجہ کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے، جو کہ انہوں نے شیخ کے اپنے ہاتھ سے لکھے گئے نسخے سے 25 محرم سن 1247ھ کو مدینہ منورہ میں ان کے اپنے گھر (جو کہ حارۃ العینیۃ میں واقع تھا) میں بیٹھ کر لکھا۔ رسالہ دار الکتب المصریۃ میں 645 کے نمبر پر فقہ تیوریہ میں موجود ہے⁽³¹⁾۔

۱۲۔ تحریر فی عدم جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر إلا الجمع الصوری والعرفاتی والمزدلفی

یہ رسالہ ایک صفحے پر مشتمل ہے، رسالہ کا آغاز اس طرح ہے: "الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام على سيد المرسلین وآله وصحبه أجمعین، أما بعد: فإنّه لما سألتی بعض المحبّین من الحنفیة..."

اور رسالہ کا اختتام اس طرح ہے: "اللهم إلا أن يكون حاجا فقد قدمنا جواز الجمع في عرفة وفي مزدلفة، وما عدا ذلك فلا يجوز له الجمع أصلا، فافهم، والله تعالى أعلم". رسالے کا نسخ محمد ہاشم بن محمود السندی ہے۔ تاریخ نسخ کا ذکر نہیں۔ خط فارسی کی طرف مائل ہے۔ یہ رسالہ مکتبہ ملک عبدالعزیز میں مکتبہ محمودیہ کے تحت نمبر 2658 پر موجود ہے⁽³²⁾۔

۱۳۔ رسالة في حرمة المصيد بالبندقية الرصاصية

یہ رسالہ تقریباً سو ایک صفحہ پر مشتمل ہے، یہ منحنی طور پر لکھا گیا ہے، یعنی صفحے اوپر کے کونے سے 90 ڈگری کے زاویہ کے طور پر نیچے کے کونے تک لکھا گیا ہے۔ ایک صفحہ پر 47 سطر ہیں۔ شروعات اس طرح ہیں: "بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله قد تأملت ما حرّره العلامة المحقق وقّرره الفهامة... ما نقله عن السراج والجوهرة فقد ذكره ابن سماعه في نوادره... إن كانت الضربة مما تلى

العجز لم توكل الشاه" اور آخر اس طرح ہے: "رقمه بقلمه محمد عابد بن الشيخ أحمد علي ابن الحاجي محمد مراد الواعظ الأنصاري الأيوبي الخزرجي السندی المدرس بالحرم الشريف النبوي..."

رسالہ گولی سے شکار کئے گئے جانور کے احکام کے متعلق بڑے عالم کے فتویٰ کا جواب ہے، اس عالم کا نام بھی شروع میں شاید ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس کی سیاہی مدہم پڑنے کی وجہ سے پڑھنے میں نہیں آ رہا۔ رسالہ پر نسخ کا نام اور تاریخ نسخ کا ذکر نہیں۔ صاحب مسند الحجاز اور نہ ہی شیخ بکدراش نے اس کا ذکر کیا ہے۔ الحمد للہ راقم کے پاس اس رسالہ کا عکس موجود ہے۔

نوٹ: علم فقہ کے موضوع پر شیخ سندھیؒ کی لکھی ہوئی یہ ساری کتب و رسائل سوائے دو کے (جن کی تفصیل ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں) باقی ساری کی ساری ابھی تک مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں، جن میں سے کچھ موجود اور طباعت کی منتظر ہیں جبکہ کچھ معدوم ہیں۔

علماء کے تاثرات

1- شیخ عبد اللہ الحوئیؒ کتاب "منحة الباری" کی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ: "اس رسالہ کے مؤلف (شیخ محمد عابد سندھیؒ) نے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ سنت نبویہ کے بہت بڑے حافظ اور احادیث نبویہ کے استحضار کا راسخ ملکہ رکھتے تھے۔ اور یہ کوئی عجیب بات بھی نہیں کیونکہ وہ تو علم میں مشہور اور فضائل سے معمور گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، ساتھ ساتھ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے تھے،" (33)۔

2- روح المعانی کے مفسر علامہ آلوسیؒ (ت 1270ھ) فرماتے ہیں: "عظیم تصانیف کے مالک اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، عالم، زاہد، شیخ محمد عابد۔ اللہ تعالیٰ ان پر مزید انعامات فرمائیں،" (34)۔

3- شیخ لطف اللہ بن احمد جفافؒ (م 1243ھ) فرماتے ہیں: "عالی ہمت شیخ، یگانہ روزگار، بقیۃ السلف اور پیچھے آنے والوں کے چاند، بے مثال علامہ، ولی کامل محمد عابد بن احمد علی السندی،" (35)۔

4- مکہ مکرمہ کے علماء کے رئیس شیخ عبد اللہ سرانؒ (م 1264ھ) فرماتے ہیں: "وہ امام، عالم، علامہ، جن کی اقتداء کی جانی چاہیے، ذہین اور عقلمند، اپنے دور کے خاتمۃ المحققین اور عمدہ محقق اور مدقق، راسخ علماء کے فخر، استاذ کامل، اور حدیث میں بالغ نظر اور عالی سند کے حامل، فقیہ، محدث اور حافظ محمد عابد السندی،" (36)۔

5- ان کے استاد علامہ شوکانیؒ (م 1250ھ) فرماتے ہیں: ان کو علم طب میں بڑی مہارت تھی، اور وہ دیگر علوم جیسے نحو، صرف، فقہ حنفی اور اصول فقہ کے بڑے عالم تھے، اور تقریباً سبھی فنون میں ان کی تصانیف ہیں، جب کہ وہ اچھی سمجھ رکھنے والے تھے (37)۔

6- علامہ کتانیؒ (م 1382ھ) فرماتے ہیں: وہ حجاز مقدس میں عالی سند کے حامل ایک بہت بڑے عالم، اور اکیلے ہی جامعہ (یونیورسٹی) تھے، محدث، حافظ، فقیہ، علم کے سمندر، دنیا و مافیہا سے بے رغبت، سنت اور علم حدیث جب چھوڑے جا چکے تھے ان کو زندہ کرنے والے تھے (38)۔

وفات

علم کے سمندر اور فقہ حنفی کے اس بے بدل عالم نے پیر کے دن 13 ربیع الاول 1257ھ، مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر کے بالمقابل جنت البقیع میں دفن ہوئے (39)۔ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے)۔

خلاصہ

شیخ محمد عابد سندھیؒ (1190-1257ھ) تیرہویں صدی ہجری کے وادی سندھ کے مشہور شہر سیہون شریف کے بہت بڑے عالم اور حنفی فقیہ تھے۔ انہوں نے ایک معروف و مشہور علمی گھرانے میں پرورش پائی اور یگانہ روزگار عالم کا لقب پایا۔ انہوں نے ہجرت کر کے حجاز مقدس کو اپنا مسکن بنایا اور وہاں حدیث اور فقہ حنفی کی خدمت میں مصروف رہے۔ وہ فن فنوی میں سند کی حیثیت رکھتے تھے اور مرجع الخلاق تھے۔ انہوں نے اسانید، طب، عقائد، فقہ اور مختلف شرعی علوم میں 34 تصانیف چھوڑی ہیں۔ جن میں سے 13 فقہ حنفی کے موضوع پر ہیں، جن میں سے صرف دو مطبوعہ ہیں، باقی غیر مطبوعہ۔

"طوالع الأنوار" جو 16 ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک مخطوط کی صورت میں موجود ہے، مادر علمی سندھ یونیورسٹی جامشورونے اس پر تحقیق کا کام شروع کر لیا ہے اور تکمیل کے بعد اس کی اشاعت کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے کچھ ابواب پر تحقیق کر کے دو محققین نے سندھ یونیورسٹی جامشور سے پی ایچ ڈیز کی ڈگریاں بھی

حاصل کی ہیں، اور دو (ان میں سے ایک راقم الحروف) تحقیق کر رہے ہیں۔ اب تک "باب الطہارۃ" سے "باب الإمامۃ" تک کام ہو چکا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ شیخ صاحب کی باقی کتب و رسائل جو ابھی تک مخطوطات کی شکل میں موجود ہیں، ان کی تحقیق کروا کے انہیں شائع کیا جائے تاکہ ان سے ہر خاص و عام استفادہ کر سکے۔ اور یہ علمی ورثہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکے۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱- شوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، بیروت: دار المعرفہ، 2/227، زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، دار العلم للملايين، ط 15، 2002ء، ۶/۱۷۹، لکھنؤی، عبدالحی بن فخر الدین، نزہة الخواطر، دار ابن حزم، ط 1، 1999ء، 7/1096۔
- ۲- سندھی، محمد عابد، کف الأمانی عن سماع الأغانی: ص 1، مخطوط (اس کتاب پر راقم کی تحقیق جاری ہے الحمد للہ)، اور اس کے علاوہ بھی شیخ سندھی نے اپنی تقریباً ساری تصانیف میں اپنے نام کے ساتھ یہ لقب لگائے ہیں، السنندی مولدا المدنی توطنا أو موطننا الأنصاری الخزرجی نسباً۔ وغیرہ۔
- ۳- البدر الطالع، 2/227
- ۴- ایضاً، 2/227، السنندی، محمد عابد، تراجم مشائخ محمد عابد: ص 69 (مخطوط)، اسی طرح شیخ سندھی خود اکثر تصانیف میں اپنے نام کے بعد اپنے والد صاحب کو (الشیخ احمد علی) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔۔
- ۵- لکھنؤی، عبدالحی بن فخر الدین، نزہة الخواطر، 7/1096، البدر الطالع، 2/227۔
- ۶- سندھی، محمد عابد، تراجم مشائخ محمد عابد، ص 69، (مخطوط)، نزہة الخواطر، 7/1096۔
- ۷- انصاری، محمد مراد، دفیئة المطالب کا مقدمہ، (شیخ محمد عابد سندھی کے قلم سے)، (مخطوط)۔
- ۸- سندھی، عبد القیوم بن عبد الغفور، ڈاکٹر، مسند الحجاز و رئیس علماء المدینة: الإمام محمد عابد السنندی الأنصاری، مجلة الدراسات الإسلامية، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، شمارہ 36، مارچ 2001ء، ص 16-18۔
- ۹- کتانی، محمد عبدالحی، فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیحات، تحقیق: ڈاکٹر احسان عباس، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ط 2، 1982ء، 2/1721، 1/364۔
- ۱۰- بکدائش، سائد، الإمام الفقیہ المحدث، الشیخ محمد عابد السنندی، بیروت: دار البشائر الإسلامية، ط 1، 1423ھ، ص 192۔
- ۱۱- مسند الحجاز و رئیس علماء المدینة: الإمام محمد عابد السنندی الأنصاری، ص 22۔
- ۱۲- ایضاً، ص 40۔
- ۱۳ بغدادی، اسماعیل ہاشم، ہدیة العارفین، بیروت: دار الفکر، 1982ء، ۲۰۷، ۳، تکملة إيضاح المکتون، 6/360۔
- ۱۴- مسند الحجاز و رئیس علماء المدینة: الإمام محمد عابد السنندی الأنصاری، ص ۵۲۔

- ۱۵۔ سائد بکد اش، ص ۴۳۴۔
- ۱۶۔ مسند الحجاز و رئیس علماء المدينة: الإمام محمد عابد السندی الأنصاری، ص ۵۴۔
- ۱۷۔ جیسا کہ صاحب مسند الحجاز پر مشتبہ ہوا ہے، دیکھئے: ص ۵۴۔
- ۱۸۔ جیسا کہ شیخ سائد بکد اش نے ثابت کیا ہے، دیکھئے: ص 436-437۔
- ۱۹۔ سندھی، عبد القیوم بن عبد الغفور، ڈاکٹر، فہرس مخطوطات علماء السند فی مکتبات الحرمین الشریفین، ص ۲۲۔
- ۲۰۔ سندھی، محمد عابد بن احمد علی، الحظ الأوفر لمن أطاق الصوم فی السفر، ص ۱ (مخطوط)۔
- ۲۱۔ یہ بات شیخ سائد بکد اش کی تحریر کا رد ہے، جنہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ: رسالہ کی تاریخ کج نکالیں بھی ذکر نہیں۔ دیکھئے: ص ۴۳۸۔
- ۲۲۔ مسند الحجاز میں ڈاکٹر عبد القیوم سندھی حفظہ اللہ نے ص 57 پر لکھا ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی تہذیب مکمل کر لی ہے اور انہوں نے تحقیق بھی شروع کر دی ہے، اس کا آگے پتہ نہیں چل سکا کہ انہوں نے اس کو کہاں تک پہنچایا۔
- ۲۳۔ مسند الحجاز و رئیس علماء المدينة: الإمام محمد عابد السندی الأنصاری، ص ۶۰، فہرس مخطوطات علماء السند فی مکتبات الحرمین الشریفین، ص 45۔
- ۲۴۔ مسند الحجاز و رئیس علماء المدينة: الإمام محمد عابد السندی الأنصاری، ص 65۔
- ۲۵۔ اسی طرح بہت سے علماء کرام نے اس کی بہت تعریف لکھی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: تڑھتی، محمد بن یحییٰ، البیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی، ص 72، (مخطوط) نزہة الخواطر، 7/489۔
- ۲۶۔ سائد بکد اش، ص ۴۴۱۔
- ۲۷۔ القول الجمیل، ص 5 (مخطوط)۔
- ۲۸۔ الکتانی: فہرس الفہارس، ۲/۲۱۴۔
- ۲۹۔ فہرس مخطوطات علماء السند فی مکتبات الحرمین، ص 10۔
- ۳۰۔ سائد بکد اش، 434-435۔
- ۳۱۔ سائد بکد اش، 435۔
- ۳۲۔ فہرس مخطوطات علماء السند فی مکتبات الحرمین، ص ۱۷۔
- ۳۳۔ منحة الباری کے غلاف پر تقریظ، (مخطوط)۔
- ۳۴۔ آلوسی، محمود بن عبد اللہ، شہی النعم فی ترجمة شیخ الإسلام عارف الحکم، دمشق: موسسة علوم القرآن، ط 1،

1403ھ، ص 202-

۳۵۔ شیخ محمد عابد سندھی کی خواہش پر منحة الباری کے آخر میں تاریخ لکھتے ہوئے۔ (مخطوط)۔

۳۶۔ طوابع الأنوار کے خلاف پر شیخ محمد عابد کا ترجمہ لکھتے ہوئے۔ (مخطوط)۔

۳۷۔ البدر الطالع، 2/227-

۳۸۔ کتانی، فہرس الفہارس، 2/720-

۳۹۔ البدر الطالع، 2/227-